البلاغ ستمبر ۱۹۷۲ء
شوال

ملکۂ شرقیہ بی بی راجی

از قاضی اطہر مبارکپوری

ہندستان کے مسلم سلاطین کی بیگمات اور حکمراں عورتوں میں رضیہ سلطانہ اور چاند سلطانہ، وغیرہ اپنی فہم وذکاوت اور امور مملکت میں دخیل ہونے کے اعتبار سے خاص شہرت کی مالک ہیں۔ آج بی بی راجی کا تذکرہ سنیئے جو سلطان محمود شاہ شرقی بادشاہ جونپور کی بیوی تھی اور بڑی عاقلہ و فاضلہ تھی، غلام انبیاء سلطان محمود شرقی بادشاہ جونپور جن کے نام سے پارچہ محمودی بوجہ دلی پسند ہونے کے مشہور رہا۔ ان کی طرف سے سنہ ۸۴۴ھ میں حاکم بنارس ہوئے غلام انبیاء کے نام سے محلہ انبیاء کی منڈی مشہور ہے، اسی حاکم بنارس کے عہد میں سلطان محمود شاہ نے بنارس کی ایک نہایت غریب رانڈ عورت کی لڑکی مسماۃ بی بی راجی سے بوجہ قرابت مندی سابقہ نکاح کر کے داخل محل کیا اور اسے خطاب ملکۂ شرقیہ دربار شاہی سے عطا ہوا۔

یہ سید طالب علی عرف طالہن جو ایک زمانہ میں راجہ جے چند کی طرف سے حاکم بنارس تھے۔ ان کی لڑکی تھیں، ابھی کمسن ہی تھیں کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور بیچاری

یتیم ہوگئیں، ان کی والدہ مجبور ہوکر نور بافان بنارس کی عورتوں کے یہاں بھیجکر اوقات بسر کرتی تھیں۔

اتفاق کی بات کہ اس زمانہ میں اس محلہ کی کئی عورتیں بیوہ تھیں اور رسّی اور سوت کاتنے پر گذر اوقات کرتی تھیں، یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ اسی وجہ سے محلہ کا نام کتوا پورہ ہوگیا۔ بی بی راجی کو اگرچہ بچپن میں یہ مصیبت یتیمی و بیکسی کی اٹھانی پڑی۔ مگر تقدیر کی زبردست تھیں۔ سلطان محمود شرقی بادشاہ جونپور سے بہ سبب قرابت سابقہ نکاح ہوگیا اور سلطان وقت کے محل میں داخل ہوگئیں اور ملکہ شرقیہ کا خطاب پایا۔ چونکہ بی بی راجی ملکہ شرقیہ فطرتاً ذہین اور بیدار مغز تھیں، اپنی دانشمندی و طباعی کی وجہ سے امور سلطنت کا انتظام نہایت حسن و خوبی سے انجام دیتی تھیں، مسماۃ فیروز خانم جس کو گلبدن کا ~~ملا~~ خطاب ملا تھا۔ ملکہ شرقیہ کی خاص مصاحب اور مشیر تھیں، گلبدن بنارسی ان ہی کے نام سے مشہور ہوا۔۔۔ بی بی راجی کی زندگی میں نور بافان بنارس کی نہایت عزت اور قدر و منزلت تھی، بلکہ بی بی راجی نے اپنی شرافت اور نجابت کا یہ جوہر دکھایا کہ سلطان محمود شاہ شرقی اپنے معزز شوہر سے کہکر نور بافان بنارس کو مومنین و ستار العیوب کا خطاب دلوایا مگر انھوں نے براہ عجز و انکساری اپنی قوم پر ستار العیوب کا لفظ استعمال نہیں کیا۔

بی بی راجی ملکہ شرقیہ نے اپنی بادشاہت کے زمانہ میں عربی مہینوں کے نام جاہل عورتوں کے لئے اس طرح قرار دئے، محرم کو دَاہا، صفر کو تیرہ تیزی، ربیع الاول کو بارہ وفات۔ ربیع الآخر کو مدار، جمادی الاول کو خواجہ معین الدین، رجب کو مَد رجب، شعبان کو شبرات، رمضان کو روزہ، شوال کو عید، ذی قعدہ کو خالی، ذی الحجہ کو بقرعید، بنارس میں بی بی کا چوک بی بی کا ہٹیہ، اور بی بی ہٹیہ کی مسجد ان ہی کے نام سے مشہور ہے (تاریخ بنارس قلمی)

مہینوں کے ناموں کے بارے میں دوسری روایت یہ ہے کہ ایک مغل شاہزادی نے یہ نام رکھے ہیں۔

بی بی راجی کا شوہر سلطان محمود شاہ بن سلطان ابراہیم شاہ شرقی ۸۴۴ھ سے ۸۶۲ھ تک جونپور کا بادشاہ رہا۔ اسکا دور سلطنت بہت ہی کامیاب و خوش حال تھا۔ جس میں بی بی راجی کے انتظام کو بڑا دخل تھا۔ فرشتہ نے اس کے بارے میں لکھا ہے۔

"از روئے عقل و اقتدار، بسر انجام و سامان امور مالی و ملکی پرداختہ بر وجہ احسن عہد شاہی بر آمد و حدائق آمال خلائق بفیضان امطار احسان او سر سبز گشت، و رواج و رونق ممالک بہ نسبت پدر دانستہ چناں نمود کہ رعیت و سپاہ را ابتہاج و خرمی دیگر پدید آمد۔" [1]

نیز فرشتہ نے بی بی راجی کی فہم و فراست کے کئی واقعات لکھے ہیں، مثلاً یہ کہ اس کے بطن سے سلطان محمد شاہ بن سلطان محمود شاہ شرقی، محمود کا بڑا لڑکا تھا جس کا نام شاہزادہ بھیکن خان تھا۔ امرائے سلطنت نے اس کی بی بی راجی سے مشورہ کرکے اسے سلطان محمد شاہ کے لقب سے بادشاہ بنایا، یہ سلطان محمد شاہ الڑھو قسم کا آدمی تھا، سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی سے اور شاہان شرقیہ سے پہلے ہی سے جنگ جاری تھی، امرائے سلطنت نے سلطان بہلول لودھی سے طے کیا کہ سلطان محمود شاہ کے بعد اسکا لڑکا سلطان محمد شاہ بادشاہ ہوگا۔ اور شرقی سلطنت کے جس قدر حصہ پر سلطان بہلول لودھی نے قبضہ کیا ہے وہ اس پر قابض رہے گا، فرشتہ نے اس موقع پر لکھا ہے کہ۔

[1] تاریخ فرشتہ ج ۲ ص ۳۰۷

"وملکہ جہاں بی بی راجی نیز از خونخواری و قہاری پسر آزردہ گردید"

بی بی راجی کا دوسرا لڑکا حسین خان تھا جو بعد میں سلطان حسین شاہ شرقی کے لقب سے بادشاہ جون پور ہوا، سلطان محمد شاہ ایک معرکہ میں سلطان بہلول لودھی کے مقابلہ میں ناکام ہوا، اس وقت اسکا بھائی حسین خان بھاگ کر اپنی والدہ بی بی راجی کے پاس آیا اور والدہ اور امرائے سلطنت کی کوشش سے جلوس کیا اور سلطان حسین شاہ شرقی کا لقب اختیار کیا۔ نتیجہ کے طور پر دونوں بھائیوں میں جنگ ہوئی، سلطان محمد شاہ تیراندازی میں بڑا ماہر تھا۔ بھائی کے مقابلہ میں تیراندازی کرنی چاہی مگر اس کی والدہ بی بی راجی نے حکمت سے یوں کام لیا کہ اسکا ایک بیٹا دوسرے بیٹے پر تیراندازی نہ کرسکے، فرشتہ نے لکھا ہے،

"چوں ملکہ جہاں بی بی راجی پیش ازاں باسلاحدار او راست آمدہ، تمامی پیکان تیرہائے ترکش او را دور کردہ بود، شاہ محمد بر تیرے تا کہ دست کرد، بے پیکان از ترکش برآمد، ناچار دست بشمشیر کردہ چندک انداز، ناگاہ تیرے از دست مبارک گنگ بگوئے شاہ محمد رسید، بہاں زخم درگذشت"[1]

ماں نے دونوں بیٹوں کی جنگ میں اپنی شفقت مادری سے محمود کے تیر دل کو بے پیکان بنا دیا تاکہ وہ اپنے بھائی حسین کو نہ مار سکے، مگر ایک دوسرے کے تیر سے خود محمود ہی مارا گیا۔

ان واقعات سے بی بی راجی ملکہ شرقیہ اور ملکہ جہاں کا امور سلطنت میں عمل دخل معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ اس بیدار مغز خاتون نے شرقی سلطنت کے دو سلاطین کو جنم دیا ہے۔

[1] تاریخ فرشتہ ج ۲ ص ۳۰۹

سلاطین شرقیہ کی طرح سلطان محمود شاہ شرقی اور اس کی نیک دل اور بیدار مغز ملکہ بی بی راجی کو بھی علماء و فقراء اور اہل اللہ سے بیحد عقیدت و محبت تھی۔ اور میاں بیوی دونوں بزرگوں اور عالموں کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔

جونپور کی جامع الشرق جسے بڑی مسجد کہتے ہیں سلطان محمود شاہ شرقی نے حضرت مخدوم شیخ محمد عیسیٰ جونپوری کے لئے تعمیر کرائی جس کی تکمیل سلطان حسین شاہ شرقی نے کی، سلطان ابراہیم شاہ اور اس کے بیٹے سلطان محمود شاہ دونوں مخدوم محمد عیسیٰ سے بیحد عقیدت رکھتے تھے۔ مگر مخدوم صاحب بے نیازی برتتے تھے، نماز جمعہ کے لئے انتہائی پیرانہ سالی کے باوجود اپنی خانقاہ سے چل کر محلہ دریبہ کی مسجد خالص مخلص میں آتے تھے۔ ایک دن سلطان محمود شاہ نے عرض کیا کہ اس عمر میں اتنی دور آنے میں تکلیف ہوتی ہے اگر اجازت ہو تو خانقاہ کے پاس ہی ایک مسجد تعمیر کردی جائے، حضرت مخدوم محمد عیسیٰ نے رضامندی ظاہر فرمائی اور سلطان محمود شاہ نے کمال سعادت مندی سمجھکر جامع مسجد کی تعمیر شروع کردی جو شرقی سلطنت کے آخری بادشاہ سلطان حسین شاہ کے دور میں مکمل ہوئی۔ یہ جامع الشرق اپنی شان و شوکت اور رعب و جلال کے ساتھ حسن و جمال میں مسلم فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہے۔

اور بالکل اسی انداز اور اسی شان و شکوہ اور جلال و جمال کی ایک مسجد اسکی بیوی ملکہ شرقیہ بی بی راجی نے بھی شہر جونپور کے باہر ایک بزرگ کے لئے تعمیر کی جو آج بھی کہنگی اور کس مپرسی کے باوجود اس نیک دل خاتون کی اسلامی تڑپ کی یاد تازہ کر رہی ہے۔

تجلی نور میں ہے کہ مخدوم سید علی داؤد جونپوری شرقی دور سلطنت میں جامع علوم ظاہری و باطنی اور واقف رموز صوری و معنوی بزرگ تھے۔ فقر و استغنا میں بڑے بلند مقام و مرتبہ

مالک تھے۔ بی بی راجی کو ان سے بیحد عقیدت تھی اور اس نے ان کے لئے لال دروازہ کی مسجد تعمیر کی۔

بی بی راجہ زوجہ سلطان محمود شاہ شرقی	بی بی راجی زوجہ سلطان محمود شاہ شرقی
از ایشاں ارادت داشت، و بخاطر آں	ان سے عقیدت رکھتی تھی اور ان کے لئے
مسجد سنگین لال دروازہ، و خانقاہے	لال دروازہ کی سنگین مسجد اور ایک خانقاہ تعمیر
تعمیر نمود کہ در انجا پذیر رفت و موضع	کی، جہاں مخدوم سید علی نے اقامت اختیار
از نام سید علی پور آباد کرد، ^ل^	کی اور سید علی پور کے نام سے ایک موضع
	آباد کیا۔

بیرون شہر لال دروازہ کی یہ سنگین مسجد، اندرون شہر جامع الشرق کا نقش ثانی ہے۔ اور جس طرح شوہر نے ایک عالیشان مسجد تعمیر کی اسی طرح بیوی نے دوسری عالیشان مسجد تعمیر کی۔ سلطان اور اس کی ملکہ دونوں کی یہ خالص دینی یادگاریں آج بھی ان کی دینداری اور خدا طلبی پر شاہد عدل ہیں۔ جامع الشرق میں ادھر پچھلے چند سالوں سے بار بار جانا ہوتا ہے۔ مگر سنگین مسجد لال دروازہ کو ایک بار ۲۲ مارچ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ شہر کے باہر شمال مغرب میں یہ مسجد موجود ہے، افسوس کہ بڑی کس مپرسی کے عالم میں ہے، فرش تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ سامنے کے پرشکوہ اور بلند دروازہ کے اوپر بڑے بڑے پتھروں کے ٹکڑے گر گر فرش پر پڑے ہیں۔ اندرونی حصہ نہایت اچھی حالت میں ہے۔ اور شمال و جنوب میں کمروں کی قطاریں اب بھی باقی ہیں جس میں چند بچے اور بچیاں قرآن شریف کی تعلیم حاصل کرتی ہیں۔(۱) یہ خدمت ایک صاحب لوجہ اللہ انجام دے رہے ہیں جو شہر میں ایک چھوٹی سی دکان چلا کر گذر اوقات کرتے ہیں۔ لال دروازہ کی

ل تجلی نور ج ۱ ص ۹۴

(۱) یہ مضمون ماہنامہ "البلاغ" ستمبر ۱۹۷۲ میں طبع ہوا تھا یکم جنوری ۱۹۷۳ء جب کہ جامعہ حسینیہ قائم نہیں ہوا تھا، کو شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی یاد میں جامعہ حسینیہ قائم کیا گیا جو آج ملک کی درسگاہوں میں ایک اہم مقام و امتیاز رکھتا ہے۔

اس عظیم الشان مسجد کے آس پاس کی زمینیں کھیت بن چکی ہیں جن میں مزارات اور مکانات کے نشان ابھی تک باقی ہیں، اور بتا رہے ہیں کہ اس ویرانہ میں کبھی علم و فضل اور دین و دیانت کی دنیا آباد تھی مگر اب وہاں یہ آواز سنائی دے رہی ہے۔

ذَهَبَ الجُودُ وَالجُنَيْدُ جَمِيْعًا
فَعَلَى الجُودِ وَالجُنَيْدِ السَّلَامُ

باب ۴
نعت

از جناب قدسی خیرآبادی بیتاپور

دیار شہ بحر و بر دیکھ لیتا . . .	مدینے کے دیوار و در دیکھ لیتا
جہاں رحمتیں تیری ہوتی ہیں پیہم	وہ فخر دو عالم کا گھر دیکھ لیتا
یہ خواہش ہے میری کہ میں زندگی میں	مدینے کے شام و سحر دیکھ لیتا
فرشتے جہاں آ کے کرتے ہیں سجدے	وہ مسجد کے محراب و در دیکھ لیتا
وہ روضۂ اطہر پہ انوار رحمت	تجلی بہ ذوق نظر دیکھ لیتا

ہے قدسی تمنا کہ مرنے سے پہلے
میں دربار خیر البشر دیکھ لیتا